OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

غزوات نبوی ﷺ کے علمبرداروں کے اسماء و مختصر تعارف

Names and brief introductions of the standard-bearers of the Prophet's (P.B.U.H) campaigns

Shazia Ibrahim
M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Sardar Bahadur Khan Women's University Balouchistan, Quetta.
Email: Bibishazia233@gmail.com

Dr. Pari Gul Tareen
Lecturer, Department of Islamic Studies, Sardar Bahadur Khan Women's University Balouchistan, Quetta.
Email: pareegul563@gmail.com

Fozia Yaseen
Lecturer, Department of Islamic Studies, Sardar Bahadur Khan Women's University Balouchistan, Quetta.
Email: Fozia.yasin@hotmail.com

Received on: 02-01-2025 Accepted on: 03-02-2025

Abstract

This paper presents a concise overview of the flag bearers (Alambardar) in the battles (Ghazawat) of Prophet Muhammad (peace be upon him). The role of flag bearers was not merely symbolic but held immense strategic and motivational significance in Islamic warfare. This paper highlights the names and contributions of these distinguished companions who carried the banner of Islam in various battles, showcasing their bravery, loyalty, and unwavering faith. Among the prominent flag bearers were Hazrat Ali ibn Abi Talib, known for his unmatched valor; Hazrat Mus'ab ibn Umair, who sacrificed his life while holding the flag at Uhud; Hazrat Zubair ibn al-Awwam, a courageous warrior of Islam; and Hazrat Sa'd ibn Abi Waqqas, among others. Each of these companions played a crucial role in leading the Muslim forces, ensuring discipline, and boosting the morale of their fellow warriors. By examining their lives and contributions, this research aims to shed light on their pivotal roles in the early Islamic military campaigns and their lasting legacy in Islamic history.

Keywords: Prophet Muhammad (P.B.U.H), Battles (Ghazawat), Bearers (Alambardar), Islamic warfare

1۔تعارف سیدنا امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ (علمبردار غزوہ ابواء):

i-نام ونسب و مختصر حالات:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام امیر المومنین حضرت حمزہ ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ بن ہاشم۔کنیت ابو عمارہ وابو یعلیٰ،القاب سید الشہداء، اسد اللہ

واسد الرسول (اللہ اور اسکے رسول کا شیر) والدہ کا نام ہالہ بنت وہیب /اہیب۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا حبیب خدا ﷺ کے ساتھ تین رشتے تھے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ رسول خدا ﷺ کے چچا تھے۔ اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بہن حضرت ہالہ بنت اہیب کا بیٹا تھا اس بناء پر آپ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے خالہ زاد بھائی تھے اسکے علاوہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے کیونکہ ابو لہب کے باندی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے آپ دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ ''آپ رضی اللہ عنہ کے سن ولادت کے بارے میں اختلاف ہے بعض اہل سیر نے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے دو سال بڑے تھے جبکہ بعض نے چار سال بڑا کہا ہے جن میں ابن سعد بھی شامل ہے۔'' 1

س لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ کا سن پیدائش ۵۶۷ بنتا ہے۔ ''علامہ ابن حجر اور علامہ ابن اثیر وغیرہ کے مطابق نبوت کے نبوت کے دوسرے سال آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا''۔ 2

قبولیت اسلام کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر تشریف فرما تھے کہ ابو جہل کا ادھر سے گزر ہوا جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کو گالیاں دینا شروع کر دیا مگر آپ ﷺ نے اسکی بیہودگی کا کوئی جواب نہیں دیا اور اسکی طرف بالکل توجہ ہی نہیں فرمائی۔ اس پر وہ اور زیادہ غصے میں آگیا اور رسول اللہ ﷺ کو ڈنڈے سے مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا جسم اطہر خون سے لہولہان ہو گیا۔ مگر آپ ﷺ نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا دل کی بھڑاس نکالنے کے بعد ابو جہل وہاں سے چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ خاموشی کے ساتھ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ صبح تیر کمان لیکر جنگل کی طرف شکار کے لئے نکل جاتے اور شام کے وقت لوٹ کر سب سے پہلے حرم شریف میں حاضر ہو کر طواف کرتے اور پھر صحن حرم میں قریش کے سرداروں کی مزاج پرسی کر کے پھر گھر کی طرف لوٹ جاتے۔ اس دن بھی حسب معمول آپ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ رہے تھے کہ عبداللہ بن جدعان کی ایک کنیز جس نے ابو جہل کے ظلم و ستم کے دلخراش منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ان کا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی: ''اے ابو عمارہ آج ابو جہل نے تمہارے بھتیجے کے ساتھ یہ وحشیانہ سلوک کیا ہے یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ غصے سے آگ بگولہ ہو گئے اور ابو جہل کی تلاش میں آگے بڑھے نہایت غصے کی عالم میں ابو جہل کو تلاش کرتے کرتے ابو جہل تک پہنچے جو کہ اپنے قبیلے کی محفل میں بڑی شان و شوکت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بڑے پہلوان جنگ جو اور عرب کے مشہور بہادروں میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس مجمع میں گھس گئے اور جاتے ہی ابو جہل کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ اسکا سر پھٹ گیا اور خون بہنے لگا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے گرجتے ہوئے فرمایا ''اے ابو جہل تیری یہ مجال کہ تو نے میرے بھتیجے کو گالیاں دیں سن میں نے بھی اسکا دین قبول کر لیا ہے اگر تجھ میں ہمت ہے تو آ اور مجھے روک کر دیکھ'' اس طرح رشتہ داری کے جوش میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان لانے کا اعلان تو کر دیا مگر گھر آکر آپ رضی اللہ عنہ کشمکش میں پڑ گئے کہ آیا ان کا یہ فیصلہ درست ہے کہ غلط؟ ساری رات اسی قلق و اضطرابی میں گزارنے کے بعد صبح بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے عرض کی:

'' اے میرے بھتیجے میں ایک ایسی مشکل میں پڑ گیا ہوں جس سے نکلنے کا راستہ میں نہیں جانتا اور ایسی بات پر میرا قائم رہنا بڑا مشکل ہے جسکے بارے میں مجھے علم نہیں کہ یہ ہدایت ہے یا گمراہی؟ اس لئے اس بارے میں میری رہنمائی فرمایئے۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سامنے اسلام کی حقانیت کو نہایت واضح اور دلنشین انداز میں پیش فرمایا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت سچے دل سے اسلام قبول فرمایا''۔3

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے تین شادیاں کیں جن کے نام یہ ہیں: پہلی شادی حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت قیس۔ یہ اہل مدینہ کے معروف خاندان قبیلہ بنو نجار سے تھیں۔ دوسری شادی بنت الملہ بن مالک۔ یہ انصار کی قبیلہ اوس میں سے تھیں۔ اور تیسری شادی حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بنت عمیس۔ یہ قبیلہ خشعم سے تھیں جو کہ بنو کنانہ کی ایک شاخ ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد آپ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مومن بھائی قرار دیا تھا۔

ii-اخلاقی اوصاف و فضائل:

اخلاقی اوصاف میں بہادری، جانبازی، شجاعت، سپاہیانہ خصائل نہایت نمایاں تھیں۔ مزاج قدرتاً تیز و تند تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت ایسی تھی کہ قریش کت بڑے بڑے رئیس آپ رضی اللہ عنہ سے مراسم رکھنے میں فخر محسوس کیا کرتے تھے۔ کسی میں اتنی ہمت نہ ہوتی کہ آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ کر سکے۔ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں متعدد قرآنی آیات و بے شمار احادیث کتب احادیث میں مزکور ہیں۔ تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ یہ آیت کریمہ بطور خاص سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ کی شان میں نازل ہوئی۔

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

ترجمہ: تو کیا وہ جسکا سینہ اللہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف نور پر ہے۔4

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا ان میں سب سے افضل انبیاء و مرسلین رہیں گے اور رسولوں کے بعد سب سے افضل شھداء کرام ہوں گے اور یقیناً شہداء کرام میں سب سے افضل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہونگے''۔5

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت غزوہ احد کے دن شوال ۳ہجری کو ہوئی۔ سانحہ شہادت کچھ اس طرح ہے کہ غزوہ بدر میں جو ۷۰ مشرکین قتل ہوئے تھے ان میں سے ایک جبیر بن مطعم (جو بعد میں مسلمان ہوئے) کے چچا طعیمہ بن عدی بھی تھا جسکو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا جب قریش احد کے لیے چلے تو جبیر نے اپنے حبشی غلام وحشی (جو بعد میں مسلمان ہوئی) کو کہا اگر تم میرے چچا کے بدلے محمد ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو گے تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ وحشی بہترین تیر انداز تھا جسکا نشانہ بہت کم خطا ہو جاتا تھا۔ چنانچہ وحشی صرف اور صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لیے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے اور پھر موقع پاتے ہی شیر خدا کو نشانہ بنا کر تیر

پھینکا جو سیدھا جا کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ناف میں پیوست ہو گیا۔ جسکی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ موقع پر ہی جام شہادت نوش فرما گئے۔ مشرکین نے لاش مبارک کی بے حرمتی کر کے مثلہ بنا دیا اور ہندہ بنت عتبہ جو کہ ابو سفیان کی بیوی تھی نے پیٹ مبارک کو چاک کر کے کلیجہ نکال کر چبا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے جانے کے بعد جب اپنے چچا کو اس حال میں دیکھا تو آپ ﷺ اس قدر روئے کہ آپ ﷺ کی ہچکیاں بند ہو گئی۔ سید الشھداء رضی اللہ عنہ کو ایک ایسے چادر میں کفنایا گیا کہ اگر سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں مبارک کھل جاتے اور اگر پاؤں مبارک ڈھانپتے تو سر مبارک کھل جاتا یہ دیکھ کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا۔

چادر سے چہرہ چھپا لو اور پاؤں پر اخزر گھاس ڈال دو۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے بھانجے حضرت عبد اللہ بن جحش کے ساتھ ایک ہی قبر میں دفنایا گیا۔ شہادت کے وقت عمر مبارک ۹۵ سال تھی۔

2- سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (علم بردار غزوہ بواط):

i-نام و نسب و مختصر حالات:

سیدنا سعد نام، والد کا نام مالک اور کنیت ابو وقاص تھا۔ سلسلہ نسب یہ ہے: سعد بن مالک بن وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔ والدہ کا نام حمنہ بنت ابوسفیان بن امیہ بن عبد الشمس۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو اسحاق، فاتح ایران۔ اور قبیلہ بنو زہرہ سے تعلق تھا جو کہ قریش کی ایک شاخ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے چچازاد بھائی تھے۔ کیونکہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہ کے والد وہب ہیں جو کہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے والد ابی وقاص کے بھائی تھے۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے متعدد مواقع پر سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ماموں کہہ کر مخاطب فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہجرت مدینہ سے تیس برس پہلے مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ انیس سال کی عمر میں نزول وحی کے ساتویں دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت پر مشرف باسلام ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے محض چھ یا سات لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ اس بناء پر آپ رضی اللہ عنہ کا شمار سابقین الاولین میں ہوتا ہے جب آپ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور کہنے لگی جب تک واپس اپنے دین کی طرف نہ لوٹو میں کچھ نہیں کھاؤں گی اور نہ پیوں گی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

"وان جاهداک علی ان تشرک بی ما لیس لک به علم فلا تطعهما"۔ 6

ترجمہ: اور اگر وہ (والدین) تجھ کو میرے ساتھ شرک پر مجبور کریں جنکا کوئی علم نہ ہو تو انکی ان کی اطاعت مت کر۔

"آپ رضی اللہ عنہ نے بھی دیگر مسلمانوں کے ساتھ مدینے کی طرف ہجرت کی وہاں آپ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کے مکان میں فروکش ہوئے"۔ 7

آپ رضی اللہ عنہ نے مختلف اوقات میں مختلف شادیاں کیں۔

ا۔بنت شہاب زہریہ۔ ۲۔ماویہ بنت قیس بن معدیکرب ۳۔زید بن حارثہ۔

۴۔ام عامر بنت عمرو۔ ۵۔ سلمیٰ بنت حفص (یا حفصہ) ۶۔ خولہ بنت عمرو۔

۷۔ ام حکیم بنت قارظ۔ ۸۔ام ہلال بنت ربیع۔ ۹۔ (ام حجر۔ ۱۰)طیبہ بن عامر

۱۱۔ ایک عرب عورت جو لڑائی میں گرفتار ہو کر آئی۔

'' حضرت سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ کے ۵۳ یا ۶۳ اولادیں ہوئیں۔ جن میں اٹھارہ لڑکے اور سترہ یا اٹھارہ لڑکیاں۔''8

ii-اخلاقی اوصاف و فضائل:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مصحف اخلاق میں خشیت الٰہی، حب رسول، تقویٰ زہد، بے نیازی، اور خاکساری سب سے روشن ابواب ہیں۔ حضرت سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ کی فضائل میں سب سے نمایاں فضیلت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ان دس باسعادت ہستیوں میں سے ایک ہے جن کو رسول اللہ ﷺ نے کئی بار جنتی ہونے کی بشارت دی۔ ایک حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں کیا یعنی کسی سے ''فداک ابی وامی'' نہیں فرمایا ان سے جنگ احد میں فرمایا:

''اے سعد رضی اللہ عنہ تیر چلاؤ! میرے ماں باپ تجھ پر قربان''۔9

آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بارے میں مختلف روایتیں ملتی ہے جس میں مشہور یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات عتیق میں ۸۰ یا ۸۸ سال کی عمر میں ہوئی وصیت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو بدر والے اونی کپڑے میں کفنا کر مدینہ میں لایا گیا اور جنازہ مبارک مسجد نبوی ﷺ میں رکھا گیا اور امہات المؤمنین کے حجروں کے سامنے والی مدینہ مروان بن الحکم نے نماز جنازہ پڑھائی امہات میں سے اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ حیات تھیں انہوں نے حجروں میں نماز ادا کی۔ اسکے بعد رسول اللہ ﷺ کے یہ جانثار جنت البقیع میں دفنایا گیا۔

''عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔''10

3۔سیدنا علی المرتضیٰ(علم بردار غزوہ سفوان):

i-نام و نسب و مختصر حالات :

نام: سیدنا علی رضی اللہ عنہ، والد کا نام: عبد مناف کنیت ابو طالب، اور والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ چونکہ ابو طالب کی شادی اپنے چچا کی بیٹی سے ہوئی تھی اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نجیب الطرفین ہاشمی تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو الحسن، ابو تراب، لقب: حیدر، اسد اللہ، اور مرتضیٰ۔ حیدر اصل میں آپ رضی اللہ عنہ کے نانا اسد کا نام تھا جب آپ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نام حیدر رکھا پھر بعد میں حضرت

ابو طالب نے اپنی طرف سے بیٹے کا نام علی رضی اللہ عنہ رکھ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش بعثت نبوی ﷺ سے دس سال قبل ۱۷ مارچ ۵۹۹ء، رجب ۱۳ کو خانہ کعبہ کے اندر جائے حرم میں ہوئی۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کو پیر کے دن نبوت دی گئی (یعنی ظاہری طور پر ورنہ آپ ﷺ تو اس وقت بھی نبی تھے جب آدمؑ ابھی پانی اور مٹی کی کشمکش میں تھے) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ منگل کے دن اسلام لائے۔" 11

آپ رضی اللہ عنہ دس سال کے تھے جب آپ رضی اللہ عنہ کے شفیق و مربی سرکار دوعالم ﷺ کو دربار الٰہی سے نبوت کا خلعت عطا ہوا چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ ہی رہتے تھے اس لیے ان کو اسلام کے مذہبی مناظر سب سے پہلے نظر آئے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی زوجہ مطہرہ سیدنا خدیجہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں۔ طفلانہ استعجاب کے ساتھ پوچھا آپ دونوں کیا کر رہے تھے؟

سرکار دوعالم ﷺ نے نبوت کے منصب گرامی کی خبر دی اور دین حنیف کی طرف دعوت دی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کان چونکہ ان باتوں سے آشنا نہ تھے چنانچہ متحیر ہو کر عرض کی اپنے والدین سے دریافت کروں اس کے متعلق؟

آپ ﷺ نے فرمایا نہیں فی الحال اس کا تذکرہ نہیں کرنا اس بات پر خود ہی غور و فکر کرنا۔

دوسرے ہی دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بلا کسی سوال و جواب کے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے جب ہجرت فرمائی تو جو آپ ﷺ کے پاس قریش والوں کی امانتیں تھیں ان کو لوٹانے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ مکہ مکرمہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ امانتیں لوگوں کو سپرد کر کے پھر آجانا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے ہجرت فرمانے کے بعد تین دن تک مکے میں رہے اور امانتیں لوٹا کر چوتھے دن نبی اکرم ﷺ سے جا ملے اس وقت نبی اکرم ﷺ بنی عمرو بن عوف کے ایک آدمی حضرت کلثوم بن الہدم رضی اللہ عنہ کے مقام پر تشریف فرما تھے۔ بنی عمرو بن عوف مقام قباء میں آباد تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نصف ربیع الاول کو وہاں پہنچے تھے۔ مدینہ منورہ میں جب نبی اکرم ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان عقد مواخات قائم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنالیا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے متعدد نکاح کیے پہلا نکاح سیدۃ النساء حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے ہوا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کی حیات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی اور خاتون سے نکاح نہیں کیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے: حسن رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ، اور محسن رضی اللہ عنہ (حضرت محسن رضی اللہ عنہ بچپن میں انتقال کر گئے) اور دو بیٹیاں: زینب رضی اللہ عنہ، اور ام کلثوم رضی اللہ عنہا کبریٰ پیدا ہوئیں۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ دوسرا نکاح: ام البنین بن حزام سے کی جن سے عباس، جعفر، عبداللہ، عثمان پیدا ہوئے حضرت عباسؓ کے علاوہ باقی سب کربلا میں شہید ہوگئے۔ تیسرا نکاح: لیلیٰ بنت مسعود سے کی ان سے عبیداللہ، ابو بکر پیدا ہوئے یہ دونوں بھی کربلا میں شہید ہوگئے

تھے۔ چوتھا نکاح: اسماء بنت عمیس: ان سے یحییٰ محمد اصغر بعض نے محمد اصغر کی جگہ عون میں لکھا ہے پیدا ہوئے۔ پانچواں نکاح ام حبیب صہباء بنت ربیعہ: ان سے عمر اور رقیہ پیدا ہوئے۔ چھٹا نکاح: ام سعید بنت عروہ بن مسعود: ان سے دو لڑکیاں ام الحسن اور رملہ کبریٰ پیدا ہوئیں۔ ساتواں نکاح: بنت امرئ القیس: ان سے صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ آٹھواں نکاح: امامہ بنت ابی العاص بن الربیع: جو کہ حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی تھی۔ ان سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔ نواں نکاح: خولہ بنت جعفر بن قیس: ان سے محمد بن الحنیفہ پیدا ہوئے۔ من جملہ اولاد نرینہ کے صرف پانچ بیٹوں امام حسن رضی اللہ عنہ، امام حسین رضی اللہ عنہ، محمد بن الحنیفہؒ، عباسؓ، اور عمرؓ سے آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسل جاری ہے۔

ii۔ اخلاقی اوصاف :

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایام طفولیت ہی سے سرور کائنات ﷺ کے دامن عاطفت میں تربیت پائی تھی اس لیے وہ قدرتاً محاسن اخلاق اور حسن تربیت کا نمونہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق بہت ساری قرآنی آیات نازل ہوئی جن میں آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و صفات بیان ہوئے ہیں جیسے کہ آیت ہے:

''محمد رسول اللہ والذین معہ الشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضواناً''۔12

اس آیت مذکورہ کے تفسیر کے متعلق مفسرین کرام کا قول ہے کہ اس میں رکعاً سجداً سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

اسی طرح حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ذکر علی عبادۃ''

ترجمہ: یعنی علی رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا عبادت ہے۔''13

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا :

''جس نے علی رضی اللہ عنہ سے عداوت کی، اس نے اللہ سے عداوت کی، جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی''۔

''جس نے علی رضی اللہ عنہ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ کو گالی دی''۔14

آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت شعبان ۴۳ھ میں جنگ نہران کے بعد خارجیوں کے سینوں میں سے عناد کی آتش ہمیشہ بھڑکتی رہی یہاں تک کہ ان میں سے تین خارجی مسجد حرام میں جمع ہوئے اور ایک منصوبہ بنایا کہ علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب، معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ، اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے اپنے بھائیوں کا بدلہ لیں گے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے، برک بن عبداللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور عمرو بن بکر نے حضرت عمرو بن العاص کے قتل کا ذمہ اپنے اوپر لے لیا۔ قتل کے لیے ایک ہی تاریخ اور وقت مقرر کیا اور پھر عبدالرحمن کوفہ کے لیے۔ برک ملک شام (دمشق) کے لیے اور عمرو مصر کے لیے روانہ ہوا۔ منصوبے مطابق تینوں نے صبح کے نماز میں حملہ کر دیا۔ اتفاقاً حضرت عمرو بن العاص اس دن بیمار ہو گئے تھے اور اپنی جگہ انہوں نے نماز پڑھانے کے

لیے خارجہ بن حبیبہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا حضرت عمرو کی جگہ ان پر حملہ کر کے خارجی نے ان کو شہید کر دیا۔اسی طرح برک نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اپنی تلوار سے وار کیا آپ رضی اللہ عنہ کی جان تو بچ گئی مگر آپ رضی اللہ عنہ سخت زخمی ہو گئے اور پھر علاج معالجے کے بعد صحت یاب ہو گئے۔ادھر عبد الرحمن نے بھی اپنی مخصوص تلوار کے ساتھ اندھیرے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر وار کی جو سر مبارک میں گہری چلی گئی۔وار کر کے ابن ملجم بھاگنے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ پکڑا گیا۔نماز تیار تھی نماز کے لیے ابن ہبیرہ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نماز پڑھائیں اور آپ رضی اللہ عنہ کو گھر لایا گیا۔یہ حملہ ۱۷ رمضان ۴۰ھ کو جامع مسجد کوفہ میں کیا گیا۔تین روز بعد ۶۳ سال کی عمر میں زخم کی تاب نہ لا کر آپ رضی اللہ عنہ نے جام شہادت نوش فرمائی۔امیر المومنین کے شہادت کے بعد ابن ملجم کو سنگین طریقے سے قتل کر دیا گیا۔آپ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کے کے بھتیجے عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے غسل دیا اور کفن پوشی کی اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ پڑھائی۔

''جنازہ سے فراغت کے بعد بقول ابن کثیر آپ رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں دار الامارہ میں دفن کیا گیا۔اسی وجہ سے کہ خارجیوں کی طرف سے یہ خطرہ لاحق تھا کہ وہ آپ رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کی توہین اور بے حرمتی نہ کر ڈالیں۔''15

4-سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (علم بردار غزوہ بدر):

i-نام ونسب و مختصر حالات:

نام مصعب، والد کا نام: عمیر، والدہ کا نام: حناس بنت مالک۔پورا سلسلہ نسب یہ ہے: سیدنا مصعب بن عمیر بن ہاسم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی عبدری القرشی۔ابو محمد کنیت، قاری و مقری آپ رضی اللہ عنہ کے القابات تھے۔آپ رضی اللہ عنہ ہجرت سے ۳۷ سال قبل مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نہایت خوبصورت وخوب سیرت تھے والدین کی محبت و شفقت قبولیت اسلام تک اس قدر آپ کے حصے میں آئی اتنا کسی کو بھی میسر نہ تھی۔بے حد ناز و نعم کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کی پرورش ہوئی آپ رضی اللہ عنہ ہر کسی کی گفتگو کو نہایت دلچسپی و توجہ کے ساتھ سنتے۔ایک روز آپ رضی اللہ عنہ نے بھی وہ بات سنی جو اہل مکہ جناب محمد الامین ﷺ کے بارے میں کہہ رہے تھے کہ محمد ﷺ کہتا ہے کہ اللہ نے اسے بشیر ونذیر اور رسول بنا کر بھیجا ہے۔اور اللہ واحد الاحد کی عبادت کی طرف بلانے کی ذمہ داری سونپی ہے ان دنوں قریش مکہ کے پاس اس بات سے بڑھ کر اور کوئی قابل ذکر بات نہیں تھی۔آپ رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سنی تو رسول اللہ ﷺ کے متعلق کسی سے پوچھا جس نے دار ارقم کی طرف نشاندہی کی جو کہ صفا پہاڑی کے اوپر واقع تھا۔حضرت مصعب رضی اللہ عنہ یہ پتہ ملتے ہی بغیر انتظار و تردد کے دربار رسالت میں پہنچ گئے رسول اللہ ﷺ اس وقت اپنے صحابہ کے سامنے قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے جیسے ہی اللہ کا کلام اللہ کے رسول کے خوبصورت آواز میں سنی تو یہ آواز دل کی گہرائیوں میں اتر گئی۔اور نور ایمان

سے آپ رضی اللہ عنہ کا دل منور ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ کے لیے جانثار رسول کے فہرست میں شامل ہوئے۔ نبوت کے پانچویں سال آپ ﷺ نے دار ارقم کو اپنی دعوت کا مرکز بنالیا تھا اور اسی سال ماہ رجب میں پہلی ہجرت حبشہ پیش آیا جس میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے پانچویں سن نبوی کے اوائل میں دار ارقم میں اسلام لے آئے۔ اور پھر چند دن یا ماہ تک اپنی ماں کے خوف سے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھا مگر پھر عثمان بن طلحہ نے آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ و آپ ﷺ کے اصحاب کی طرح نماز پڑھتے دیکھ لیا تھا اور فوراً جا کہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے ماں کو اطلاع دی یہ خبر سن کر ماں سخت غضب ناک ہوئی اور بیٹے کو قید کر کے رکھ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ صاحب ہجر تین ہیں ہجرت حبشہ میں اور ہجرت مدینہ میں بھی آپ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔ حبشہ کی طرف ہجرت کا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو برابر ماں نے قید کئے رکھا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کچھ مومنین (جن کی تعداد ۱۵ یا ۱۶ جن میں دس یا گیارہ مرد اور ۴ یا ۵ عورتیں تھیں) رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے ہیں۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے خود کو آزاد کر کے ہجرت کر جانے کا فیصلہ کیا اور موقع پاتے ہی ماں اور چوکیداروں کو غفلت میں پاکر وہاں سے نکل کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ ہجرت کو ابھی دو یا تین ماہ ہی گزرے تھے کہ ان کو غلط خبر ملی کہ مکہ کے کافر مسلمان ہو گئے ہیں اور اب مسلمانوں کو کوئی خطرہ نہیں یہ سن کر تمام مہاجرین واپس مکہ لوٹ آئے۔ چنانچہ مہاجرین جب مکہ سے ایک میل کے فاصلے پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ افواہ جھوٹی تھی یہ سن کر کچھ حضرات تو وہیں سے واپس لوٹ کر حبشہ چلے گئے جن میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ جبکہ کچھ حضرات قرب وجوار کے توسط سے مکہ میں داخل ہو گئے۔ ایک مدت بعد آپ رضی اللہ عنہ واپس مکہ تشریف لے آئے انہی دنوں مدینہ کے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عقبہ کے مقام پر مشرف باسلام ہوئے اور آپ ﷺ سے بیعت کی۔ جب یہ لوگ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ اسلام کے پہلے سفیر سابقین اولین میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ پہنچ کر حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے گھر نزول فرمایا اور دونوں حضرات نے مل کر جوش و خروش سے اسلام کی اشاعت و تبلیغ شروع کو دی۔ ہجرت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخاۃ قائم فرمایا۔

ii- اخلاقی اوصاف و فضائل:

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی والدہ خناس بنت مالک مکہ کی سب سے غنی اور مالدار خاتون تھی اس نے اپنے بیٹے کو نہایت لاڈ و پیار سے پالا تھا اہل مکہ میں سب سے اچھے اور خوشبو سے معطر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کے کپڑے ہوتے تھے۔ مگر جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں دیکھا گیا کہ اس ناز وپرورده نوجوان کو اب نہ نرم و نازک کپڑوں کی حاجت تھی نہ نشاط افزا عطریات کا شوق اور نہ ہی دنیاوی عیش و تنعم کی فکر تھی۔

''چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ مصعب رضی اللہ عنہ آئے ان کے جسم پر دھاری دار چادر کا ایک ٹکڑا تھا اس میں چمڑے کا پیوند لگا تھا اس کی انہوں نے آستین بنالی تھی اور اس پر کھال کا پیوند لگا لیا تھا۔ اصحاب نبی ﷺ نے دیکھا تو رحم کی وجہ سے اپنے سر جھکا لیے ان کے پاس وہ چیز بھی نہ تھی جس سے کپڑے کو بدل دیتے (یعنی وہ اتنے غریب ہو گئے تھے کہ ان کے پاس کپڑے کا ٹکڑا بھی نہیں تھا پیوند لگانے کے لیے) انہوں نے سلام کیا تو نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا اور اس پر اللہ کی تعریف بیان کی اور فرمایا الحمد للہ دنیا کو چاہیئے کہ وہ اپنے اہل کو بدل دے میں نے انہیں (مصعب رضی اللہ عنہ) کو دیکھا ہے کہ مکے میں قریش کا کوئی جوان اپنے والدین کے پاس ان سے زیادہ ناز و نعم میں نہ تھا۔ انہیں ان سے بہتر کی رغبت نے ''جو اللہ و رسول کی محبت میں تھی'' نکالا۔''16

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ ان ہستیوں میں سے ہیں جن کی شہادت کے موقع پر ان کی شان میں اللہ رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی:

''من المؤمنین رجال صدقو اما عاھدو اللہ''۔

ترجمہ: اور مؤمنین میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے وعدے کو سچا کر دکھایا۔''17

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کا نام حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہ تھی جس سے زینب نامی ایک لڑکی یادگار چھوڑی۔ غزوہ احد کے دن اسلامی دنیا کا یہ روشن ستارہ اسلامی علم کی حفاظت کرتے ہوئے اور نہایت بہادری کے ساتھ تن تنہا مشرکین کے نرغہ میں ثابت قدمی کے ساتھ لڑ رہے تھے اتنے میں مشرکین مکہ کے ایک شہسوار ابن قیئمہ جو کہ رسول اکرم ﷺ کو (معاذ اللہ) شہید کرنے کے غرض سے آگے بڑھا تھا چونکہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ آقائے دو جہان ﷺ کے ہم مشکل تھے اور اسلامی علم بھی آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سمجھ کر تلوار سے وار کیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ کا داہنا ہاتھ شہید ہو گیا، آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً اپنے بائیں ہاتھ سے علم کو پکڑ لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر قرآن مجید کی یہ آیت تھی:

''وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل''۔18

ترجمہ: اور محمد ﷺ اللہ ہی کے رسول ہیں ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔

ابن قمئہ نے دوسرا وار کیا تو بایاں ہاتھ بھی شہید ہو گیا آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً دونوں بازوؤں سے حلقہ بنا کر علم کو سینے سے چمٹا لیا۔ ابن قمئیہ نے تلوار پھینک کر زور سے نیزہ تاک کر مارا جو آپ رضی اللہ عنہ کے سینے کے اندر ٹوٹ کر وہی رہ گیا۔ اور اسلام کا یہ سچا سپاہی اسی آیت کا اعادہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔ شہادت کے بعد مشرکین نے بڑی بے دردی کے ساتھ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہداء سمیت آپ رضی اللہ عنہ کا بھی مثلہ کیا تھا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک پورے چالیس سال یا اس سے زیادہ تھی۔ تکفین کے وقت آپ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ کے پاس صرف ایک سیاہ و سفید دھاریوں والی چادر تھی وہ اتنی چھوٹی تھی کہ سر چھپاتے تو پاؤں ننگے رہ جاتے تھے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سر پر کپڑا اور قدموں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسد مبارک کو احد کے ساتھ احد پہاڑ کی دامن میں دفن کر دیا گیا۔

5- سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (علم بردار غزوہ بدر):

i۔نام و نسب و مختصر حالات:

نام سعد، والد کا نام: معاذ بن نعمان، پورا سلسلہ نسب یہ ہے: سعد بن معاذ بن نعمان بن امراءالقیس بن زید بن عبد الاشہل۔اوسی۔آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمرو، لقب سید الاوس۔ والدہ کا نام کبشہ بنت رافع تھا جو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی چچازاد بہن تھی۔ قبیلہ اشہل قبائل اوس میں شریف ترین قبیلہ تھا اور سیادت عامہ اس میں وراثت چلی آرہی تھی والد نے ایام جہالت میں وفات پائی تھی جس کے بعد سیادت کا تاج آپ رضی اللہ عنہ کو پہنایا گیا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہجرت سے قبل ہی اسلام لے آئیں تھی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد بھی بہت دنوں تک زندہ رہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ یوں نقل کیا گیا ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ دار بنی عبد الاشہل تشریف لے گئے اور بنو ظفر کے ایک باغ میں بیٹھ گئے جہاں کئی مسلمان اکھٹے ہو گئے، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ عبد الاشہل کے سردار تھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت اسید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ دونوجوان ہمارے لوگوں کو بے وقوف بنانے آتے ہیں ان کے پاس چل کر ان کو ڈانٹ ڈپٹ کر آتے ہیں۔ جب حضرت اسید رضی اللہ عنہ ان کی طرف گئے تو حضرت اسعد رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھ کر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ اپنی قوم کا سردار ہے اسکے حق میں اللہ تعالیٰ کا حکم سچا کر دیجیئے۔انہوں نے فرمایا اگر یہ بیٹھا تو میں اس سے گفتگو کروں گا۔اسید ان دونوں کو برا بھلا کہتے ہوئے وہاں کھڑے ہوئے اور کہا:

اگر اپنی جان کی ضرورت ہے تو ہم سے دور ہو جاؤ۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم بیٹھ کر ہماری گفتگو سنو، پسند آئے تو قبول کر و اور پسند نہ آئے تو ترک جاؤ۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

تم نے انصاف کیا چنانچہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ان کو قرآن سنایا تو وہ اسلام لائے اور کہا:

میرے پیچھے ایک شخص ہے اگر اس نے اسلام قبول کیا تو اسکی قوم کے تمام لوگ مسلمان ہو جائیں گے۔ میں عنقریب ان کو بھیجوں گا اور وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تھے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے کلام الٰہی سن لی اور فوراً اسلام قبول کیا۔ پھر ان کی دعوت پر بنو عبد الاشہل کے تمام مرد و زن مسلمان ہو گئے اور اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسعد رضی اللہ عنہ کے گھر سے اپنے گھر منتقل کر فرمادیا۔

''ایک روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی مواخات حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے اور دوسری روایت کے مطابق حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے قائم فرمائی۔''19۔

ii-اخلاقی اوصاف:

آپ رضی اللہ عنہ جلیل القدر انصاری صحابی تھے آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب میں رسول اللہ ﷺ سے متعدد احادیث مروی ہیں

جس سے آپ رضی اللہ عنہ کے اللہ اور اسکے رسول کے ہاں مقام کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے آپ رضی اللہ عنہ اگرچہ عشرہ مبشرہ کی فہرست میں شامل نہیں مگر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے آپ رضی اللہ عنہ کو جنتی ہونے اور جنت میں ملنے والے انعامات و اکرامات کی بشارت کا ذکر احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت سے عرش الٰہی ہل گیا(یعنی خوشی سے جھوم اٹھا)اور ستر ہزار فرشتے ان کے جنازے میں شریک ہوئے۔''20ے

''کتب سیر میں آپ رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں کا ذکر ملتا ہے ایک عمرو رضی اللہ عنہ دوسرے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور یہ دونوں صحابی تھے اور بیعت رضوان میں شریک تھے۔''21ے

''آپ رضی اللہ عنہ کو غزوہ خندق (۵ھ) کے موقع پر رگ ہفت اندام میں ایک تیر آکر لگا جس سے خون جاری ہو گیا اور کسی طرح نہ رکا یہاں تک کہ اسی کے سبب تقریباً ایک ماہ بعد ذی قعدہ کو ۳۷ سال کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔22ے

6- سیدنا حباب بن منذر رضی اللہ عنہ (علمبر دار بدر بنو خزرج):

i-نام و نسب اور مختصر حالات:

نام حباب رضی اللہ عنہ، والد کا نام منذر، آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عمر تھی۔ پورا سلسلہ نسب یہ ہے: حباب بن منذر بن جموع بن زید بن حزام بن کعب۔ آپ رضی اللہ عنہ انصار کے قبیلہ خزرج سے تھے۔ ہجرت سے ۱۳ سال قبل مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اور ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ۹۱ھ میں فوت ہوئے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۵۰ سال سے متجاوز تھی، غزوہ بدر میں آپ رضی اللہ عنہ ۳۳ برس کے تھے۔

ii-اخلاقی اوصاف:

''آپ رضی اللہ عنہ نہایت بہادر، صاحب مشورہ اور شاعر تھے۔''23ے

7- سیدنا مقداد بن عمرو بہرانی رضی اللہ عنہ:

i-نام و نسب اور مختصر حالات:

نام مقداد رضی اللہ عنہ، کنیت ابو الاسود، والد کا نام عمرو کندی۔ پورا سلسلہ نسب یہ ہے۔ مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود البہرانی۔ حضرت مقداد دراصل بہرا کے رہنے والے تھے چونکہ ان کے خاندان کے ایک ممبر نے کسی ہمسایہ قبیلہ میں خون ریزی کی تھی اس لئے انتقام کے خوف سے آپ رضی اللہ عنہ کندہ چلے آئے لیکن یہاں بھی یہی مصیبت پیش آئی۔ بالآخر مکہ آکر آباد ہوئے اور اسود بن عبد یغوث کے خاندان سے حلیفانہ تعلق پیدا کر لیا جس نے محبت سے ان کو اپنا متبنی بنا لیا۔ چنانچہ عمرو کے بجائے اسود ہی کے انتساب سے

مشہور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہجرت سے ۳۷ سال قبل بہرا میں پیدا ہوئے۔

''حضرت مقداد مکہ مکرمہ ابھی اچھی طرح سکونت پذیر نہیں ہوئے تھے کہ صدائے توحید بلند ہوئی اور رسالت کی دعوت و تبلیغ نے ان کو اسلام کی شیدائی بنادیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ ان سات بزرگوں کے صف میں نظر آتے ہیں جنہوں نے ابتداء ہی میں اپنے حلقہ بگوش اسلام ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔''24

''بعض حضرات نے لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ چھٹے مسلمان ہیں۔''25

سیدنا مقداد نے جب اسلام قبول کیا تو دیگر سابقین اسلام کی طرح آپ رضی اللہ عنہ بھی مشرکین کے جفا و ظلم کے اسیر ہو گئے۔ چنانچہ جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی تو آپ رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی۔ تمام اہل سیر نے حبشہ کی ہجرت ثانیہ کے ۳۸ مہاجرین میں آپ رضی اللہ عنہ کا نام خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ حبشہ میں ایک عرصہ گزار کر جب آپ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ واپس تو اس وقت مسلمانوں کو ہجرت مدینہ کی اجازت مل چکی تھی اور وہ مسلسل ہجرت کر کے مدینہ جا رہے تھے۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی ساتھی حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کے راستے میں کچھ رکاوٹوں کے باعث عرصہ تک ہجرت نہ کر سکے یہاں تک کہ سرور دوعالم ﷺ بھی ہجرت فرما گئے۔

''ابن اثیر کا بیان ہے کہ شوال ا ہجری میں دو سو آدمیوں پر مشتمل مشرکین مکہ کا ایک متجسس فوجی دستہ عکرمہ بن ابو جہل کی قیادت میں مدینہ کی طرف روانہ ہوا تو یہ دونوں حضرات بھی اس دستے میں شامل ہوئے اس دستے کے مقابلے کے لیے رسول اکرم ﷺ نے حضرت عبیدہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کی قیادت میں سریہ (رابغ نامی) بھیجا۔ فریقین کے درمیان کوئی جنگ تو نہیں ہوئی البتہ یہ دونوں حضرات موقع پا کر مسلمانوں کے ساتھ جا ملے۔26

رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا عقد مواخات حضرت صخر رضی اللہ عنہ کے درمیان قائم فرمایا تھا۔ پھر بعد میں رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو بنی عدیلہ کے محلے میں مستقل سکونت کے لیے زمین مرحمت فرمائی تھی۔

ii-اخلاقی اوصاف:

حضرت مقداد محاسن اخلاق کے مظہر اتم تھے، سپاہیانہ اوصاف، سادگی، صاف گوء تھے۔ اور تیر اندازی، نیزہ بازی، شہسواری میں آپ رضی اللہ عنہ کمال مہارت رکھتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار رسول اللہ ﷺ کے کبارِ صحابہ میں ہوتا ہے۔

''حضور اکرم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنے چچا حضرت زبیر بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت ضاعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہ سے کی جن سے ایک بیٹی کریمہ نام کی یادگار چھوڑی۔''27

''حضرت مقداد رضی اللہ عنہ عظیم البطن تھے ایام پیری میں یہ مرض زیادہ تکلیف دہ ہو گیا تو ان کے ایک رومی غلام نے ان پر جراحی کا عمل کیا جو غلطی سے ناکام رہا۔ اسی حالت میں ۷۰ یا ۸۰ سال کی عمر میں مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر مقام جرف میں داعی اجل کو لبیک کہہ

دیا۔ یہ ۳۳ھ خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہد تھا خود امیر المومنین نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور پھر مدینہ لا کر بقیع میں جسد مبارک کو سپرد خاک کر دیا گیا۔" 28

8-سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ:

i-نام و نسب: اسید، کنیت: ابو یحییٰ وابو عتیک، اور بعض کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عیسیٰ رکھا تھا۔ پورا سلسلہ نسب یہ ہے: اسید رضی اللہ عنہ بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرء القیس بن زید بن عبد الاشہل۔ والدہ کا نام: ام اسید بنت اسکن تھا آپ رضی اللہ عنہ کے والد حضیر قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ دونوں حضرات حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے دعوت پر اسلام لے آئے۔ (ان کے اسلام لانے کا واقعہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حالات میں گزر چکا) آپ رضی اللہ عنہ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو عبد الاشہل کا نقیب تجویز کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرتا سید بن حضیر کو اپنے محبوب صحابی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا اسلامی بھائی بنایا تھا۔

ii- اخلاقی اوصاف:

سیدنا اسید رضی اللہ عنہ کا شمار اکابر صحابہ میں ہوتا ہے آپ رضی اللہ عنہ کی کتب سیرت میں حب رسول ﷺ، غیرت دینی، شوق جہاد، شجاعت و تدبر، پاکیزگی نفس، اخلاص و عبادت اور شغف قرآن وحدیث کے ابواب نمایاں ہیں۔

"رسول اللہ ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا "نعم الرجل اسید ابن حضیر"۔ 29

کتب سیر میں صرف آپ کے ایک فرزند حضرت یحییٰ کا ذکر ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شعبان ۲۰ھ میں وفات پائی جنازے کی چار پائی کو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کندھا دیا اور جناز نمازہ بھی پڑھائی اور پھر جنت البقیع میں آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا۔

9-سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ:

i-نام و نسب و مختصر حالات:

نام: سعد، والد کا نام: عبادہ۔ پورا سلسلہ نسب یہ ہے: سعد بن عبادہ بن ولیم بن حارثہبن حزام بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج، آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو قیس وابو ثابت، لقب: الکامل۔ الکامل: اس لیئے آپ رضی اللہ عنہ کا لقب رکھا گیا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں بھی لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور تیراک تھے تیر اندازی میں بھی ماہر تھے۔ والدہ کا نام: حضرت عمرہ رضی اللہ عنہ بنت مسعود تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دادا اس ولیم قبیلہ خزرج کے سردار اعظم تھے دادا کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے والد عبادہ پھر باپ کے خلف الرشید تھے اسی شان سے اپنی زندگی بسر کی اور اپنے بیٹے کے لیے مسند امارت وریاست چھوڑ گئے۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر اسلام قبول کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ بیعت اگرچہ نہایت خفیہ ورازداری کے ساتھ ہوئی مگر شیطان عقبہ پر سے ایسی آواز سے چلایا جو سنی گئی کہ اے اہل اخاشب:

"کیا تمہیں محمد ﷺ اور ان کے ساتھ والے دین سے پھرنے والوں میں کوئی فائدہ ہے جنہوں نے تمہاری جنگ پر اتفاق کر لیا ہے۔ صبح ہوتے

ہی قریش والے ان لوگوں کو ہر طرف تلاش کرنے لگے اتفاق سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو پاگئے کجاوہ کی رسی سے ان کا ہاتھ گردن میں باندھ دیا۔ انہیں مارنے لگے بال جو کان کی لو تک دراز تھے گھسٹنے لگے اس طرح مکے میں لائے۔ حضرت سعد کے پاس مطعم بن عدی اور حارث بن امیہ بن عبد شمس آئے دونوں نے مل کر ان لوگوں کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔ انصار نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو ان کے پاس واپس جانے کا مشورہ کیا اتفاق سے حضرت سعد انہیں نظر آگئے، جس کے بعد ساری جماعت نے مدینے کی طرف کوچ کیا۔''30

ii- اخلاقی اوصاف و فضائل:

حضرت سعد کے موقع اخلاق میں جودوسخا نہایت نمایاں پہلو سے یہ سخاوت آپ رضی اللہ عنہ کو ورثہ میں ملی تھی۔

''آپ رضی اللہ عنہ کے زوجہ محترمہ کا نام فکیہہ رضی اللہ عنہ تھا جو کہ صحابیہ تھی اور آپ رضی اللہ عنہ کے چچازاد بہن تھی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے تین اولاد چھوڑیں:

۱ :حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ (بہت بڑے صحابی تھے) ۲ :سعید۔ ۳ :اسحاق۔

۵۱ ھ میں وفات پائی۔ کسی نے مار کر غسل خانے میں ڈال دیا تھا گھر کے لوگوں نے دیکھا تو بالکل جان نہ تھی تمام جسم نیلا پڑ گیا تھا۔ قاتل کی بہت تلاش ہوئی لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا۔''31

10- سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

i-نام: خلیفہ رسول حضرت عبداللہ، والد کا نام: عثمان، اور کنیت ابو قحافہ تھی۔ کنیت: ابو بکر، القابات: میں صدیق، عتیق، خلیفۃ الرسول شامل ہیں۔ جبکہ قرآن مجید میں آپ رضی اللہ عنہ کو صاحب، اتقی، اوّاہ، جیسے القابات سے نوازا گیا ہے۔

پورا سلسلہ نسب یہ ہے: صدیق اکبر عبداللہ بن عثمان (ابو قحافہ) بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔ یہاں پہنچ کر آپ رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب رسول اللہ ﷺ کے نسب مبارک سے مل جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ کا نام سلمیٰ رضی اللہ عنہ بنت صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم ہے۔ اور کنیت ''ام الخیر'' ہے یہ اسلام کے ابتدائی دور میں اسلام لاچکی تھی۔ جبکہ والد محترم فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔ علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت عام الفیل کے بعد ہوئی۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ عام الفیل سے کتنے دنوں بعد ہوئی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد ہوئی اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ دو سال چند ماہ بعد ہوئی انہوں نے مہینوں کی تعیین نہیں کی ہے۔ آزاد مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دعوت حق پر لبیک کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے درمیان عقد مواخات قائم فرمایا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کل چار شادیاں کیں جن سے تین لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

۱ :قتیلہ بنت عبد العزی بن اسعد بن جابر بن مالک۔ ان کے اسلام لانے میں اختلاف ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہ اور

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔

۲ : ام رومان بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہ۔ یہ بنو کنانہ بن خزیمہ سے ہیں ان کے پہلے شوہر حارث بن سخرہ کا مکہ میں انتقال ہو گیا پھر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی۔ یہ ابتدائی دور میں ہی مشرف باسلام ہوئے ہیں ان سے حضرت عبد الرحمن اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔ ۴ ہجری میں مدینہ منورہ میں انہوں نے وفات پائی۔

۳ : اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہ بن معبد بن حارث۔ ان کی کنیت ام عبد اللہ ہے، یہ مسلمانوں کے دار ارقم میں داخل ہونے سے قبل ہی مسلمان ہو چکی تھی۔ ان کا پہلا نکاح حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور پہلی ہجرت میں اپنے شوہر کے ساتھ تھیں۔ پھرے ہجری میں حبشہ سے ہجرت کر کے شوہر کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لائیں۔ جنگ موتہ ۸ ہجری میں جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی۔ جن سے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ (حجۃ الوداع کے موقع پر احرام کے وقت مقام ذوالحلیفہ میں) پیدا ہوئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آئیں اور ان کے بعد بھی زندہ رہیں۔

۴ : حبیبہ بنت خارجہ بن زید بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ۔ انصار کے خزرج قبیلہ سے ان کا تعلق تھا عوالی مدینہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ رہتی تھی انہی کے بطن سے حضرت ام کلثومؓ آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔

ii- اخلاقی اوصاف:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اخلاق حمیدہ وصفات کے لیے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ بلیغ و جامع تقریر ہی کافی ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وفات کے وقت آپ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی تھی:

"اے ابو بکر رضی اللہ عنہ اللہ آپ پر رحم فرمائے بخدا آپ تمام امت میں سب سے پہلے اسلام لائے اور سب سے زیادہ ایمان کو اپنا خلق بنایا سب سے بڑھ کر کامل الیقین سب سے زیادہ غنی تھے سب سے بڑھ کر نبی اکرم ﷺ کی حفاظت کرنے والے اور سب سے بڑھ کر اسلام کے خدمت گزار اور سب سے بڑھ کر اسلام کے دوستدار تھے۔ اور خلق و فضل و سیرت و صحبت میں آنحضرت ﷺ سے آپ کو سب سے زیادہ نسبت حاصل تھی۔ اللہ آپ کو اسلام اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر دے آپ نے اس
وقت رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کی جب لوگوں نے تکذیب کی اور اس وقت غم خواروی کی جب اوروں نے بخل کیا جب لوگ نصرت و حمایت سے رکے رہے آپ نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا۔ آپ کو اللہ نے اپنی کتاب میں صدیق فرمایا اور آپ کی شان میں (والذی جآء بالصدق وصدّق بہ) فرمایا ہے اس سے مراد رسول اللہ ﷺ اور آپ ہیں۔ بخدا آپ اسلام کا قلعہ تھے اور کفار کو ذلیل کر دینے والے تھے۔ نہ آپ کی محبت میں کوئی غلطی ہوئی اور نہ آپ کی بصیرت میں ضعف آیا جبن آپ کو کبھی چھو بھی نہیں سکا۔ آپ پہاڑ کی مثل مضبوط تھے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ یعنی ضعیف البدن، قوی الایمان، منکسر المزاج اللہ کے ہاں آپ عالی مرتبت تھے۔ زمین پر

بزرگ اور مومنوں میں افضل تھے آپ کے سامنے کوئی بے جا طمع اور ناجائز خواہش نہ کر سکتا تھا۔ آپ کے نزدیک کمزور، قوی، اور قوی کمزور تھا۔ یہاں تک کہ طاقتور سے لیکر ضعیف کو اس حق دلایا جائے خدا ہمیں آپ کے اجر سے محروم نہ کرے اور آپ کے بعد ہم کو گمراہ نہ کرے"۔32

آپ رضی اللہ عنہ کی علالت کے متعلق دو روایتیں ملتی ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو یہودیوں نے چاول یاد لیے میں ایسا زہر دے دیا تھا جسکا اثر ایک سال میں ظاہر ہوتا ہے چنانچہ ایک سال بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پندرہ روز بیمار رہے اور پھر انتقال کا فرما گئے۔ دوسری روایت کے مطابق ۷ جمادی الآخرہ پیر کے دن آپ رضی اللہ عنہ نے غسل فرمایا اس روز سخت سردی تھی جسکی وجہ سے آپ کو بخار ہو گیا اور پندرہ روز تک رہا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لیے بھی باہر تشریف نہ لے جا سکے۔ اس دوران آپ رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔ دوران علالت آپ رضی اللہ عنہ اپنے اس مکان میں مقیم تھے جو آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمایا تھا اور جو اب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے واقع تھے، چنانچہ ۱۵ دن کی علالت کے بعد منگل کی شام ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ کو انتقال فرما گئے۔ عمر مبارک کے بارے میں تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے عمرِ نبوی ﷺ یعنی ۶۳ سال کی عمر پائی۔

11-سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ۔

i-نام: سیدنا عمار رضی اللہ عنہ۔ والد کا نام: یاسر رضی اللہ عنہ، کنیت: ابو الیقظان، لقب: الطیب المطیب سلسلہ نسب یہ ہے: سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن حصین۔۔۔ والدہ کا نام: حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد اور والدہ اور آپ رضی اللہ عنہ خود سابقین اولین میں سے تھے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ کو راہِ خدا میں شہید ہونے والی پہلی خاتون کا اعزاز حاصل ہیں جن کو اسلام لانے پر ابو جہل نے نیزہ مار کر شہید کر دیا۔ علامہ واقدی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ عرنی قحطانی مذحجی تھے جو قبیلہ عنس کی ایک ایک شاخ ہے مگر حضرت عمار خود بنی مخزوم کے غلام تھے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ ان کے والد نے قبیلہ بنی مخزوم کے ایک شخص ابو حزیفہ بن مغیرہ کی باندھی حضرت سمیہ بنت خیاط رضی اللہ عنہ سے شادی کی جس سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ لہذا حضرت سمیہ رضی اللہ عنہ کے مالک نے ان کو بھی غلام بنا لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یاسر رضی اللہ عنہ یمن سے اپنے دو بھائی حارث اور مالک کے ساتھ اپنے چوتھے گمشدہ بھائی کو ڈھونڈنے آئے تھے تلاش کے بعد حارث اور مالک دونوں یمن واپس ہوئے جبکہ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ نے یہی رہ کر ابو حزیفہ بن مغیرہ مخزومی سے دوستی کر لی اور پھر اس کے باندھی سے نکاح کر لیا۔

"آپ کی ولادت ۵۷ سال قبل از ہجرت ہے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب رسول اللہ دار ارقم میں پوشیدہ طور پر اسلام کی تعلیم دیا کرتے تھے، حضرت عمار رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے صہیب بن سنان کو ارقم کے دروازے پر دیکھا اور

رسول اللہ ﷺ اس گھر میں تھے میں نے صہیب سے پوچھا کہ تم یہاں کیوں کھڑے ہو صہیب نے کہا تم کیوں آئے ہو میں نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ محمد ﷺ کے پاس جاؤں اور ان کی باتیں سنوں صہیب نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں چنانچہ ہم دونوں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ ﷺ نے ہمیں اسلام کی ترغیب دی ہم فوراً اسلام لے آئے۔"۶۷

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے درمیان عقد مواخات قائم فرمایا تھا:

"طبقات ابن سعد میں آپ رضی اللہ عنہ کے دو اولاد کا ذکر ملتا ہے۔"

ا۔ (ام حکم بنت عمار رضی اللہ عنہ۔ ۲) محمد بن عمار۔ رضی اللہ عنہ

اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے ازواج و دیگر اولاد کا ذکر کتب سیر میں نہیں ملتا۔"33

ii-اخلاق اوصاف: آپ رضی اللہ عنہ کا معدن اخلاق کا پیکر تھے ورع تقویٰ کے باعث سکوت و کم گوئی آپ رضی اللہ عنہ کو خاص شعار تھا۔

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت چار افراد، عمار، علی، سلمان، اور مقداد کی مشتاق ہے۔34

آپ رضی اللہ عنہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ صفین میں ۹۳ یا ۹۴ سال کی عمر میں شہید ہو گئے۔

حوالہ جات:

1۔احمد بن محمد، قسطلانی، شارح بخاری، امام، علامہ، (مصنف) محمد صدیق ہزاروی، علامہ، مولانا، (مترجم)، "المواہب الدنیہ" ج ا ص ۸۴۳۔

2۔ محمد عابد عمران انجم، مدنی، (مؤلف) "تذکرہ سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ" ص ۴۲۔

3۔ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ، امام، الحافظ، الحاکم، نیسابوری، (مصنف)، "مستدرک علی الصحیحین لحاکم" کتاب معرفۃ الصحابہ، ذکر اسلام حمزۃ بن عبدالمطلب، حدیث ۹۸۴۔

4۔ سورۃ الزمر: ۲۲:۹۳۔

5۔ابوالقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، الطبرانی، (مؤلف) "المعجم الاوسط الطبرانی" حدیث ۹۳۹۰۔

6۔ سورۃ العنکبوت: ۹۲:۹۶۔

7۔ محمد بن سعد، علامہ (مصنف)، عبداللہ العمادی، علامہ (مترجم) "طبقات ابن سعد" ج ۳ ص ۱۱۷۔

8۔ طالب ہاشمی، (مؤلف) "سیرت سعد بن ابی وقاص" ص ۹۱۲۔

9۔ مسلم بن حجاج، ابوالحسن، القشیری، امام (مصنف) محمد زکریا اقبال، مولانا، (مترجم) "صحیح مسلم" ج ۲ ح ۲۸۷۳۔

10۔ ولی الدین، محمد بن عبداللہ، (مؤلف)، محمد قطب الدین خان دہلوی، علامہ (مترجم)، "مظاہر حق شرح اردو مشکوۃ شریف" ج ۵ ص ۱۲۸۔

11۔ محمد بن عبداللہ، ابو عبداللہ، امام، الحافظ، الحاکم، نیسابوری، (مصنف) محمد شفیق الرحمن، ابوالفضل، شیخ، حافظ، (مترجم) "مستدرک علی الصحیحین للحاکم" ج ۴ ص ۱۳۲، ح ۷۸۵۴۔

12۔ سورۃ الفتح: ۸۴: ۹۲۔

13۔ علی متقی بن حسام الدین، ہندی، علامہ، (مصنف) احسان اللہ، مفتی، مولانا، (مترجم) ''کنز العمال فی سنن الا قوال والافعال'' ح ۱۹۸۲۳۔

14۔ ایضاً ، ح ۳۳۹۲۳۔

15۔ ابوالحسن، علی ندوی، مفکر اسلام، (مصنف) ''سیرت علی المرتضیٰ'' ص ۱۲۵۔

16۔ محمد بن سعد، علامہ (مصنف) عبداللہ العمادی، علامہ (مترجم) ''طبقات ابن سعد'' ج ۲ ص ۴۰۲۔

17۔ سورۃ الاحزاب: ۳۲: ۳۳۔

18۔ ایضاً ۴۴۱: ۳۳۔

19۔ محمد بن سعد، علامہ، (مصنف) عبداللہ العمادی، علامہ، (مترجم) ''طبقات ابن سعد'' ج ۳، ص ۱۲۴۔

20۔ احمد بن محمد، قسطلانی، شارح بخاری، امام، علامہ، (مصنف) محمد صدیق، علامہ، مولانا، (مترجم) ''المواہب الدنیہ'' ج ۲ ص ۳۲۱۔

21۔ شاہ معین الدین احمد، ندوی، مولانا، الحاج، (مؤلف) ''سیر الصحابہ'' ج ۳ ص ۴۷۳۔

22۔ ایضا، ج ۳ ص ۸۷۲۔

23۔ ایضا، ج ۲ ص ۵۸۲۔

24۔ طالب ہاشمی، (مؤلف) ''شمع رسالت کے تیس پروانے'' ص ۱۷۔

25۔ شاہ معین الدین احمد ندوی، مولانا، الحاج، (مؤلف) ''سیر الصحابہ'' ج ۲ ص ۹۸۲۔

26۔ محمد بن سعد، علامہ، (مصنف) عبداللہ العمادی، علامہ، (مترجم)، ''طبقات ابن سعد'' ج ۲، ص ۲۳۲۔

27۔ امداد اللہ، مفتی، مولانا، (مؤلف) ''جنت البقیع میں مدفون صحابہ'' ص ۲۶۔

28۔ محمد بن سعد، علامہ، (مصنف) عبداللہ العمادی، علامہ، (مترجم)، ''طبقات ابن سعد'' ج ۱ ص ۱۳۲۔

29۔ شاہ معین الدین احمد ندوی، مولانا، الحاج، (مولف) ''سیر الصحابہ'' ج ۲ ص ۲۸۳۔

30۔ حبیب الرحمن، قاضی، (مصنف) ''عشرہ مبشرہ'' ص ۹۲۔

31۔ عزالدین، علی بن محمد ابوالحسن، الجزری، (مصنف) محمد عبدالشکور فاروقی، مولانا، (مترجم) ''اسد الغابہ'' ج ۵ ص ۱۳۶۔

32۔ محمد بن سعد، علامہ، (مصنف)، عبداللہ العمادی، علامہ، (مترجم)، ''طبقات ابن سعد'' حصہ ۳ ص ۸۶۲۔

33۔ ابوالقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، (مؤلف) ''المعجم الکبیر، ج ۶، ص ۴۶۲۔

34۔ عزالدین، علی بن محمد ابوالحسن، الجزری، (مصنف) محمد عبدالشکور فاروقی، مولانا، (مترجم) ''اسد الغابہ'' ج ۵ ص ۱۳۶۔

References

1. Ahmad bin Muhammad, Qastlani, Sharh al-Bukhari, Imam, Allama, (author) Muhammad Siddiq Hazaravi, Allama, Maulana, (translator), "Al-Muwaahib al-Duniya" Vol. 1, p. 843.
2. Muhammad Abid Imran Anjum, Madani, (author) "Tazkirah Sayyid al-Shuhada Sayyiduna Amir Hamza (may Allah be pleased with him)" p. 42.
3. Abu Abdullah, Muhammad bin Abdullah, Imam, al-Hafiz, al-Hakim, Nisaburi, (author), "Mustadrak ali al-Saheehin la-Hakim" Kitab Ma'rifat al-Sahaba, Dhikr al-Islam Hamza bin Abdul Muttalib, Hadith 984.
4. Surah az-Zumar: 93:22.

5. Abu al-Qasim, Sulayman bin Ahmad bin Ayyub, al-Tabarani, (author) "Al-Mu'jam al-Awsat al-Tabarani" Hadith 039.
6. Surah an-Ankabut: 92:96.
7. Muhammad bin Saad, Allama (author), Abdullah Al-Emadi, Allama (translator) "Tabaqat Ibn Saad" Vol. 3, p. 711.
8. Talib Hashmi, (author) "Sirat Saad bin Abi Waqqas" P. 912.
9. Muslim bin Hajjaj, Abu al-Hasan, Al-Qushayri, Imam (author) Muhammad Zakaria Iqbal, Maulana, (translator) "Sahih Muslim" Vol. 2, p. 2873.
10. Waliuddin, Muhammad bin Abdullah, (author), Muhammad Qutbuddin Khan Dehlvi, Allama (translator), "Mazahir Haq Sharh Urdu Mishkat Sharif" Vol. 5, p. 128.
11. Muhammad bin Abdullah, Abu Abdullah, Imam, Al-Hafiz, Al-Hakeem, Nisaburi, (author) Muhammad Shafiq Rahman, Abu al-Fadl, Sheikh, Hafiz, (translator) "Mustadrak Ali Sahiheen Lal-Hakeem" Vol. 4, p. 132, p. 7854.
12. Surah Al-Fath: 84: 92.
13. Ali Muttaqi bin Husamuddin, Hindi, Allama, (author) Ihsanullah, Mufti, Maulana, (translator) "Kanzul-Umal Fi Sunan Al-Aqwal Wal-Afa'al" H19823.
14. Ibid, Hadith: 0923.
15. Abu Al-Hasan, Ali Nadwi, Islamic thinker, (author) "Sirat Ali Al-Murtaza" P625.
16. Muhammad bin Saad, Allama (author) Abdullah Al-Emadi, Allama (translator) "Tabaqat Ibn Saad" Vol. 2 P402.
17. Surah Al-Ahzab: 33: 32.
18. Ibid, 33: 441.
19. Muhammad bin Saad, Allama, (author) Abdullah Al-Emadi, Allama, (translator) "Tabaqat Ibn Saad" Vol. 3, P124.
20. Ahmad bin Muhammad, Qastalani, Sharh al-Bukhari, Imam, Allama, (author) Muhammad Siddiq, Allama, Maulana, (translator) "Al-Muwahhib al-Duniya" Vol. 2, p. 321.
21. Shah Muin al-Din Ahmad, Nadwi, Maulana, Al-Hajj, (author) "Sirr al-Sahaba" Vol. 3, p. 473.
22. Ibid., Vol. 3, p. 872.
23. Ibid., Vol. 2, p. 582.
24. Talib Hashmi, (author) "Shamaa' al-Risaalat Ke This Parwane" P. 17.
25. Shah Muin al-Din Ahmad Nadwi, Maulana, Al-Hajj, (author) "Sirr al-Sahaba" Vol. 2, p. 982.
26. Muhammad bin Saad, Allama, (author) Abdullah al-Emadi, Allama, (translator), "Tabaqat Ibn Saad" Vol. 2, p. 232.
27. Imdadullah, Mufti, Maulana, (author) "The Companions Buried in Jannat al-Baqi" p. 66.
28. Muhammad bin Saad, Allama, (author) Abdullah al-Emadi, Allama, (translator), "Tabaqat Ibn Saad" vol. 1 p. 132.
29. Shah Muin al-Din Ahmad Nadwi, Maulana, Al-Hajj, (author) "Siyr al-Sahaba" vol. 2 p. 283.
30. Habib ur Rahman, Qadi, (author) "Ashrah al-Mubashara" p. 92.
31. Izz al-Din, Ali bin Muhammad Abu al-Hasan, Al-Jazri, (author) Muhammad Abdul Shakoor Farooqi, Maulana, (translator) "Asad al-Ghaba" vol. 5 p. 136.
32. Muhammad bin Saad, Allama, (author), Abdullah al-Emadi, Allama, (translator), "Tabaqat Ibn Saad" part 3 p. 862.
33. Abu al-Qasim, Sulayman ibn Ahmad ibn Ayyub, (author) "Al-Mu'jam al-Kabir, vol. 6, p. 462.
34. Izz al-Din, Ali ibn Muhammad Abu al-Hasan, al-Jazri, (author) Muhammad Abdul-Shukoor Farooqi, Maulana, (translator) "Asad al-Ghaba" vol. 5, p. 136.